ڈاکٹر قسور عباس خان
اسسٹنٹ پروفیسر، شعبۂ تاریخ و مطالعۂ تہذیب، بہاء الدین زکریا یونی ورسٹی، ملتان
ڈاکٹر نجم الحسن خان
استاد، پنجاب اسکول ایجوکیشن ڈپارٹمنٹ، جھنگ

ڈاکٹر ہلال نقوی کی علمی وادبی خدمات: ایک مختصر جائزہ

Abstracts

An Analysis of Dr. Hilal Naqvi's Educational and Literary Services

By Dr. Qaswar Abbas Khan, Assistant Professor, Department of History, Bahauddin Zakaria University, Multan

Dr. Najam-ul_Hassan Khan, Teacher, School Education Department, Jhang

Dr. Hilal Naqvi's Family belonged to Amruha which migrated from that city to Rawalpindi after the establishment of Pakistan. Along with inheriting family and regional academic and literary influences, college teachers and personalities like Josh and Naseem Amrohavi played an important role in developing his academic, literary and poetic tastes. He started writing poetry from his college days, but his early poetry was traditional. The first example of his break with tradition and individuality came in the form of his doctoral dissertation *Twentieth Century and Modern Marsiya*. He accomplished the literary feat and made a name for himself. The achievements of research, editing, criticism, editing text or poetry are the reflection of his poetic stature and multifaceted personality. Dr Hilal Naqvi's doctoral thesis was declared as the encyclopedia of Urdu *Marsya*, then the first *Marsya Maqtal-o-Mashal* surprised the modern Marsia's poets. His change in *Musaddas* shape

and continuous long poems to present *Marsia* made it fruitful for Urdu *Marsia*. Reviving the elegy which was stagnant. He is the founder of change in *Musaddas* shape in Pakistan.

Apart from poetry, as a researcher, the recovery of certain large parts of *Yaadon ki Baraat* (an autobiography of Josh) is very important. *Risa'i Adab* is a title of a genre of literature and any other journal dedicated to a single genre will hardly be available. Likewise, no journal after journal Iqbal and Ghalib, was started with a poet or writer name except josh shanasi which is dedicated for his thought and art and writing about him. So, he is really credited with the publication of *Josh Shanasi* literary journal. Moreover, his more than thirty writings and compilations, more than twelve hundred pages of *Risa'i Adab* and his achievements as a poet are unparalleled in the literary world.

Keywords: Hilal Naqvi, Amroha Sadat, Modern Marsiya, Risai Adab, Anees-o-Dabeer Number.

ڈاکٹر ہلال نقوی کا تعلق ساداتِ امروہہ کے نقوی خاندان سے ہے۔ امروہہ ہندوستان کی شمالی ریاست اترپردیش کا مردم خیز شہر ہے۔ ڈاکٹر ہلال نقوی کا خانوادہ بھی قیام پاکستان کے بعد ہجرت کرکے راولپنڈی میں آباد ہوا۔ وہ ۱۸مارچ ۱۹۴۸ء کو اسی شہر میں پیدا ہوئے۔ انھوں نے ابتدائی تعلیم راولپنڈی میں مسلم اسکول راولپنڈی سے حاصل کی۔ ڈاکٹر ہلال نقوی کے مطابق انھوں نے چند ابتدائی جماعتیں مسلم اسکول میں پڑھیں۔ ایوب خان کے برسراقتدار آنے سے کچھ پہلے ان کی والدہ بچوں کے ہمراہ راولپنڈی سے کراچی منتقل ہوگئیں جبکہ ان کے والد مزمل حسین صاحب ملازمت کی خاطر راولپنڈی ہی میں قیام پذیر رہے۔ ڈاکٹر ہلال نقوی نے میٹرک کا امتحان جہانگیر پبلک اسکول کراچی سے پاس کیا۔ میٹرک کے بعد راجا صاحب محمود آباد کے بنائے گئے کالج سراج الدّولہ کالج میں داخل ہوئے۔ جہاں سے سنہ ۱۹۶۴/ ۶۵ء میں ایف۔اے کا امتحان پاس کیا۔ بی۔اے تک تعلیم سراج الدولہ کالج سے حاصل کی۔ (۱)

ڈاکٹر ہلال نقوی نے ایم۔اے اُردو کا امتحان جامعہ کراچی سے ۱۹۷۳ء میں پاس کیا۔ ایم۔اے کرنے کے فوراً بعد ڈاکٹریٹ کے لیے کوشش کرنے لگے، داخلے کے بعد مطلوبہ وقت میں مقالہ بہ عنوان ’’بیسویں صدی اور جدید مرثیہ‘‘ لکھ کر ۱۹۸۳ء میں جمع کرادیا لیکن دو سال بعد ۱۹۸۵ء میں جامعہ کراچی سے ہی ڈاکٹریٹ کی ڈگری ملی۔ ان کا

ڈاکٹریٹ کا مقالہ دائرۃالمعارف کی حیثیت رکھتا ہے۔[۲]

ڈاکٹر ہلال نقوی نے عملی زندگی کا آغاز اپنی تعلیم کے دوران ہی کر دیا تھا۔ ابتدائی چند ماہ کی نوکری کے بعد شعبۂ تدریس سے وابستہ ہو گئے۔ پرائیویٹ استاد کے طور پر اسلامیہ کالج کراچی میں اُردو پڑھاتے رہے۔ اپنے محسن استاد پروفیسر مجتبیٰ حسین کے کہنے پر سراج الدّولہ کالج میں پڑھانا شروع کیا۔ اس وقت کالج نیشنلائز ہو رہے تھے۔ بعد میں سراج الدّولہ کالج میں ہی ۱۹۷۹ء میں سرکاری طور پر گریڈ سترہ میں بہ طور اُردو لیکچرار تعینات ہوئے۔ ۱۹۸۰ء تا ۱۹۸۲ء گورنمنٹ کالج گھوٹکی (سندھ) میں بھی پڑھاتے رہے۔ اس کے بعد گورنمنٹ کالج گلشن اقبال کراچی میں تبادلہ ہو گیا۔ اسی کالج سے باقاعدہ اجازت نامہ لے کر پاکستان اسٹڈی سینٹر کراچی یونی ورسٹی میں پڑھانا شروع کیا اور تقریباً ۲۲ سے ۲۳ سال پڑھاتے رہے۔ اب بھی پاکستان اسٹڈی سینٹر کراچی یونی ورسٹی سے وزٹنگ فیکلٹی کے طور پر منسلک ہیں اور ایم۔فل اور پی۔ایچ۔ڈی کے طلبا و طالبات کے مقالہ جات کے نگران کے طور پر خدمات سرانجام دیتے ہیں۔

ڈاکٹر ہلال نقوی کی ادبی زندگی کا باقاعدہ آغاز سراج الدّولہ کالج سے ہوا جہاں وہ انٹرمیڈیٹ کے طالب علم تھے۔ یہ کالج راجا صاحب محمود آباد نے بنوایا۔ وہ اس کالج کو محض نصابی و کتابی کی بجائے تہذیبی و تخلیقی بنانے کی کوشش کر رہے تھے۔ ڈاکٹر ہلال نقوی نے پروفیسر مجتبیٰ حسین، پروفیسر امیر امام حر (جو راجا صاحب محمود آباد کے داماد تھے) اور رئیس علوی کی صحبت سے بھرپور استفادہ کیا۔ کالج کی محافل کے اثرات کا اعتراف خود ہلال نقوی نے بھی کیا ہے۔ عظیم اساتذہ کے علاوہ پروفیسر مجتبیٰ حسین کے توسط سے جوشؔ ملیح آبادی کے گھر جو فیڈرل بی ایریا میں کالج سے چند فرلانگ کے فاصلے پر تھا۔ ہر دوسرے تیسرے روز جایا کرتے تھے۔ اس آمد و رفت سے ان کا علمی ذوق بہت بیدار ہوا۔ خاندانِ امروہہ کی تربیت اور پروفیسر مجتبیٰ حسین کی تعلیم و تدریس نے ان کے ادبی ذوق کو بیدار کیا۔ جوشؔ کی صحبت نے سونے پر سہاگے کا کام کیا۔ کالج کے پروفیسرز اور جوشؔ سے صحبتوں کے اثرات کے بارے میں ایک انٹرویو میں وہ یوں بیان کرتے ہیں:

> پروفیسر مجتبیٰ حسین کی سخن آرائی میرے احساس میں سر اٹھا رہی تھی، اسے جوشؔ صاحب کی ادبی صحبتوں میں ایک ایسی توانائی ملی، جس نے میرے ذہن کو بدل کر رکھ دیا۔ انھی دنوں میں سائنس کے مضامین چھوڑ کر ادب و سیاسیات کا طالب علم ہو گیا۔ جناب رئیس علوی جو پروفیسر مجتبیٰ حسین کے شاگرد تھے شاعر تھے اور بہت مترنم اور دھیمے لہجے کی نظمیں لکھتے تھے۔ میری تربیت میں رئیس علوی صاحب کا بھی حصہ ہے۔[۳]

وہ کالج کے اساتذہ میں سب سے زیادہ پروفیسر مجتبیٰ حسین سے متاثر ہوئے۔ پروفیسر صاحب کی ہم نسبتی کی وجہ سے جوشؔ ملیح آبادی سے سلسلۂ تلمذ شروع ہوا۔ اس سے پہلے ہلال نقوی کا جوشؔ ملیح آبادی کے ہاں آنا جانا نہیں تھا۔ اب جوشؔ ملیح آبادی سے اصلاح لیناشروع کی اور یہ سلسلہ شاگردی سے بہت آگے نکل گیا۔ آج دُنیاہلال نقوی کو جوشؔ شناسی میں ان کے شاگرد رشید سے بڑھ کر جانتی ہے۔ جوشؔ ملیح آبادی نے انھیں شاگرد اوّلین لکھا ہے۔ نسیم امروہوی نے بھی "مرثیہ جوشؔ" میں ہلال نقوی کی شاگردی کا ذکر کچھ یوں کیا ہے:

شاگرد اوّلیں ہے اسی کا جو اک ہلالؔ
دی تربیت بہ شوق اسے روز و ماہ و سال
اصلاحِ مرثیہ کا مگر جب اٹھا سوال
خط لکھ دیا مجھے "مرے بھائی" اسے سنبھال
مقصد یہ تھا، کہ ردوبدل جانتا نہیں
پیتا ہوں بے دریغ کبھی چھانتا نہیں (۴)

کالج کے ابتدائی زمانے سے ہی ان کا شعری مجموعہ "چشمِ نم" شائع ہو چکا تھا۔ انھوں نے اساتذہ کے ساتھ ساتھ جوشؔ اور نسیم امروہوی سے کی علمی و ادبی محافل سے بھرپور استفادہ کیا۔ دونوں شخصیات کثیر الجہات ہیں۔ جوش ملیح آبادی اردو نظم کے علامہ اقبالؒ کے بعد سب سے بڑے شاعر اور نسیم امروہوی جدید مرثیہ کے بنیاد گزار رہے ہیں۔ انھی شخصیات کے سامنے ڈاکٹر ہلال نقوی نے زانوئے تلمذ تہہ کیا۔ نسیم امروہوی نے "مرثیۂ جوش" میں انھیں جوش کا شاگرد اوّلین قرار دیا ہے اور ساتھ میں یہ بھی کہا کہ جوش صاحب نے اصلاحِ شعر کے لیے ڈاکٹر ہلال نقوی کو ان کے حوالے کیا۔ ڈاکٹر محمد رضا کاظمی نے بھی لکھا ہے کہ جوش نے بجز ہلال نقوی کے کسی کو اپنا شاگرد تسلیم نہیں کیا۔ ڈاکٹر ہلال نقوی اس حوالے سے خوش نصیب تھے کہ انھیں ان عظیم شعرا کی شاگردی نصیب ہوئی۔ ان کی شاگردی اور اپنی ریاضت کے باعث بیسویں صدی کے آخر کے ایک بڑے شاعر قرار پائے۔ ڈاکٹر محمد رضا کاظمی لکھتے ہیں:

> ہلال نقوی آخرِ صدی کے بڑے اردو شاعر ہیں۔ یہ بات ایسے دور میں کہی جارہی ہے جب یہ اعتراف تحریری شکل میں آچکا ہے کہ شاعری کا زمانہ گزر گیا اور راہ مضمون تازہ اب بند ہے۔ اس میں صنف سخن کی تخصیص نہیں، صنف سخن وہی برگزیدہ ہے جو اپنے عہد کا اعتبار بنے۔ (۵)

مزید برآں سیّد عاشور کاظمی نے دبستان کراچی میں ہلال نقوی کو ایک بڑا شاعر قرار دیا ہے۔ انھوں نے

ہندوستان کے مرثیہ گو شعرا، نظیر باقی، پیام اعظمی، عظیم امروہوی۔ علی مہدی بلرام پوری کے مقابل بھی ہلال نقوی کو ایک بڑا مرثیہ گو شاعر قرار دیا ہے۔(۶) ڈاکٹر ہلال نقوی جہاں معاصر جدید مرثیے کے بڑے شاعر ہیں وہاں ان کی جدت پسندی اور ادبی اختراعات قابل توجہ اور حیران کن ہیں۔ درج ذیل میں چند اختراعات کا اجمالی جائزہ پیش نظر ہے:

۱۔ مسدس میں ہیتی تبدیلی اور جدید مرثیے کے باب میں اہم اضافے
۲۔ کسی ایک ادبی صنف کے لیے وقف مجلے کی مسلسل اشاعت
۳۔ غالب و اقبال کے علاوہ کسی اہم شخصیت کے عنوان سے ادبی جریدے کا اجرا
۴۔ ایک ہزار سے زائد صفحات پر مشتمل دو صد سالہ یادگار انیس و دبیر نمبر کی ادارت و ترتیب
۵۔ اردو رسائل میں انتساب کی منفرد روایت کا آغاز
۶۔ اشاریہ سازی کا اہتمام

ڈاکٹر ہلال نقوی کی مرثیہ نگاری کا آغاز روایتی طرز کا تھا۔ وقت کے ساتھ ساتھ ان کی فکر و فن کا ارتقا مسلسل دکھائی دیتا ہے۔ اس ارتقا کے دو بنیادی اسباب ہیں۔ ایک بزرگان ادب سے بھرپور استفادہ کرتے رہے اور دوسرا ذہنی و فکری پختگی فن کو نکھارنے میں معاون ثابت ہوئی ہے۔ ان کے ہاں مذہبی عقیدت اور تاریخی بصیرت کا امتزاج پایا جاتا ہے۔ بقول پروفیسر مجتبیٰ حسین:

> اتنے طویل مرثیے کہہ لینا اور اس میں فکر و عمل کے موضوع کے تنوع کو برقرار رکھنا ان کی شعری صلاحیتوں کا ثبوت ہے۔ اس سے زیادہ یہ بات تقویت بخش ہے کہ ان صلاحیتوں کا ان کے یہاں صحیح صرف نظر آتا ہے۔ واقعاتِ کربلا اُن کے یہاں مذہبی عقیدت اور تاریخی بصیرت دونوں پہلو رکھتے ہیں۔ یہی بات ان کو مرثیہ نگاری کے روایتی تصور سے الگ کرتی ہے اور ان کے مرثیوں میں تازگی پیدا کرتی ہے۔(۷)

حقیقت بھی یہی ہے کہ ادب وہی موثر اور اثر پذیر ہو گا جو معاصر سماج کی نمائندگی کرے اور مرثیہ بھی اسی صورت میں قبول عام حاصل کرے گا جب محض گریہ وزاری کا سبب نہ ہو۔ ڈاکٹر ہلال نقوی کی انفرادیت انھیں تمام معاصرین سے ممتاز بناتی ہے۔ انھوں نے جہاں دبیر و انیس کی روایت کی پاسداری کی وہاں جدید مرثیہ نگاری سے اسفادہ کرتے ہوئے ایک نئی راہ نکالی۔ اردو مرثیہ سودا کی مروجہ ہیت مسدس میں کہا جاتا رہا۔ بلاشبہ مرثیے کے مسدس ہیت کا روپ اٹھارویں صدی عیسوی کی مرثیہ گوئی کی تاریخ کا سب سے اہم کارنامہ شمار کرنا چاہیے۔

ڈاکٹر ہلال نقوی نے جزوی طور پر ہیت اور موضوعاتی و عنواناتی لحاظ سے بہت زیادہ تبدیلیاں مرثیہ نگاری میں روا رکھیں۔ ان کی اس طرز کی مرثیہ نگاری جسے جدید مرثیہ نگاری سے منسوب کر سکتے ہیں، کا آغاز علامہ جمیل مظہری کی وفات ۱۹۸۰ء کے بعد ہوا۔ ڈاکٹر ہلال نقوی کی جدید مرثیہ نگاری کے بارے میں پروفیسر سحر انصاری لکھتے ہیں:

> ۱۹۸۰ء میں جمیل مظہری کا انتقال ہوا اور اُسی سَن میں ہلال نقوی نے جمیل مظہری کی وضع کردہ ہیئت میں پہلا مرثیہ لکھا۔ اب تک وہ کئی مرثیے اس انداز کے لکھ چکے ہیں اور اس میں شک نہیں کہ ساخت (Structure) کے اعتبار سے ہلال نقوی کے یہ مرثیے ایک علاحدہ مطالعے کا موضوع بن سکتے ہیں۔ خاص طور پر جدید لسانیات نے جو ظاہری ساخت (Surface Structure) اور داخلی ساخت (Deep Structure) کا تصور دیا ہے اس کی روشنی میں ہلال نقوی کے ان مرثیوں کی ادبی اہمیت کی کئی جہات متعین ہو سکتی ہیں۔ ہیئت کے اس تجربے کے ساتھ ساتھ ہلال نقوی نے افکار و نظریات کو بھی جدید انداز میں پیش کیا۔ [۸]

ڈاکٹر ہلال نقوی کے ابتدائی مرثیے، جدید مرثیے کے اجزاے ترکیبی کے قریب تر تھے لیکن ان کی ہیت مسدّس ہی تھی۔ جدید مرثیہ نگاری میں انھوں نے مسدّس کی ہیت میں محض اتنی تبدیلی کہ تیسرے مصرع کو قافیہ کی پابندی سے آزاد کیا۔ یہ انحراف ان سے پہلے علامہ جمیل مظہری کر چکے تھے۔ یہ ہیتی تبدیلی اور اصل انھی کے زیر اثر ہوئی۔ ابتدا میں اس ہیتی تجربے کو قبول عام نصیب نہ ہوا لیکن جدت پسندوں نے اس تبدیلی کا خیر مقدم کیا۔ ڈاکٹر ہلال نقوی ابتدائی مرثیوں کے بعد جتنے مرثیے کہے اسی تبدیل شدہ ہیت میں کہے۔ اب اکثریت اس تبدیلی کو خوش آئند قرار دیتی ہے۔ ایک بند میں ہیتی تبدیلی ملاحظہ ہو:

ہاتھوں کی یہ جو فصل زمینوں میں رہ گئی
انسانیت کی روح دفینوں میں رہ گئی
کس کس کے ہاتھ تھے جو دوبارہ نہ اٹھ سکے
کیا کیا امنگ تھی کہ جو سینوں میں رہ گئی
کچلے گئے حریص ہنر پروری کے ہاتھ
کتنے بخیل تھے ہوسِ زر گری کے ہاتھ [۹]

ابتدا میں تیسرے مصرع کی قافیہ کی آزادی کو نامانوس سمجھا گیا اور مرثیے کی شناختی ہیت میں تبدیلی گناہ تصور کیا گیا۔ جلد ہی یہ انحراف جدید مرثیے کی علامت قرار پایا اور ڈاکٹر ہلال نقوی کے مرثیوں میں اس طرز کے انحراف

کو بہت سراہا گیا۔ کیفی اعظمی نے اسے مسدس کی زندگی قرار دیا۔ وہ تحریر کرتے ہیں:

> اس وقت میرے سامنے ایک نوجوان اور ہونہار شاعر ہلال نقوی کے تین مرثیے ہیں میں نے ان کو بار بار پڑھا، زیرِ لب بھی، بہ آوازِ بلند بھی، میں ہلال نقوی کی قادر الکلامی سے متاثر بھی ہوا اور مرعوب بھی میں کبھی کبھی افسوس کے ساتھ سوچتا تھا کہ اس دور میں جبکہ بڑے پیانے پر احتجاجی اور مقصدی شاعری ہو رہی ہو، لوگ مسدس جیسی کارآمد صنف کو کیوں نظر انداز کیے ہوئے ہیں۔ ہماری تنقید نے مسدسِ حالی کو آخری کارنامہ سمجھ لیا تو ہمارے شاعروں نے بھی اس کے ممکنات کا تجربہ نہیں کیا لیکن مجھے یہ دیکھ کر بڑی خوشی ہوئی اور میں نے اس کو اپنی شاعری کے لیے نیک فال سمجھا کہ کراچی میں مسدس کو نئی زندگی مل رہی ہے۔(۱۰)

ڈاکٹر ہلال نقوی کے جدید مرثیوں کا جائزہ لیا جائے تو واضح ہو گا کہ ان کے مرثیے ابتدا سے انجام تک فکری تسلسل اور ارتقائی انداز کی روانی کے حامل ہیں۔ طویل نظم طرز کے یہ مرثیے ترتیبی لحاظ سے فنی، تاریخی اور جھول سے پاک ہیں۔ موضوع میں تسلسل انھی کا خاصہ ہے ورنہ طویل نظم میں ایک موضوع کو پیش کرنا آسان نہیں ہوتا۔ انھوں نے کربلا اور معاصر مسائل کو جس خوب صورتی سے جوڑ کر پیش کیا اردو شاعری اور اردو مرثیے میں اس کی مثال بہت کم ملتی ہے۔

ڈاکٹر ہلال نقوی پاکستان میں مسدس کی ہیتی تبدیلی کی روایت کے پہلے شاعر ہیں۔ ہیتی تبدیلی کا سفر بہت طویل ہے لیکن بیسویں صدی میں اس کا رواج عام ہوا۔ مجید امجد، ن م راشد، میراجی نے ہیتی پابندی سے آزادی کے لیے بھرپور کردار ادا کیا ہے۔ کسی صنف کو کسی خاص ہیت سے مخصوص کر دینے سے ایک خاص سطح سے آگے نہیں بڑھا جا سکتا۔ جیسے انیسؔ و دبیرؔ کے بعد مرثیہ تنزلی اور جمود کا شکار رہا۔ مرثیہ کو ان سے آگے بڑھانا تو درکنار ان کے معیار تک پہنچنا بھی ناممکن محسوس ہوتا تھا۔ مسدّس کے ذہن میں آتے ہی عموماً مسدّس حالیؔ، انیسؔ و دبیرؔ کے مرثیے وغیرہ ہی آتے ہیں۔ ڈاکٹر شمس الرحمٰن فاروقی نے مسدّس کی مروجہ ہیت میں تبدیلی کو اس کی حیات نو قرار دیتے ہیں:

> امید تو یہی تھی کہ مسدّس کو پھیلا کر اس ایک ہیت سے اور ہیتیں بنائی جائیں گی یا کم سے کم مسدّس کی ترتیب قوافی میں کچھ تبدیلیاں کی جائیں گی تا کہ ہیت میں کچھ تازگی پیدا ہو، لیکن اس کے بجائے ایک ہیت کو اس بری طرح استعمال کیا گیا کہ اب مسدّس کا نام سنتے ہی مسدّس حالیؔ، انیسؔ و دبیرؔ کے مرثیوں کے علاوہ کچھ ذہن

میں آتا ہی نہیں۔ ایک بہت کارآمد اور تنوع کو قبول کرنے والی ہیت کثرت استعمال کا شکار بن گئی۔ یہی وجہ ہے کہ آج بے شکل و بے صورت، ٹیڑھے میڑھے کارواج زیادہ ہے لیکن چھے مصرعوں کا بند کوئی لکھتا ہی نہیں۔[11]

اس اقتباس سے ظاہر ہے کہ ڈاکٹر ہلال نقوی کا یہ تجربہ اردو نظم کی حیات نو کا باعث بنا۔ تبدیلی سے مسدّس کے جمود کو توڑا اور مسدّس اور مرثیے میں نئی روح ڈالی جو دبیرؔ و انیسؔ کے بعد زوال پذیر تھا۔ مسدس میں ہیئتی تبدیلی ان کی جدت پسندی اور مرثیے کے اہم شاعر ہونے کا عکاس ہے کیوں کہ اس ہیئتی تبدیلی کا ادبی حلقوں کے دباؤ کے باوجود برتاؤ ایک عام اور سطحی شاعر کا کام نہیں تھا۔

ڈاکٹر ہلال نقوی منفرد مزاج کے مالک ہیں۔ انھوں نے جتنے ادبی کارنامے انجام دیے روایتی نہیں بلکہ انفرادیت اور جدت ان کا خاصہ ہے۔ علمی و ادبی جریدے ''رثائی ادب'' کا اجرا بھی ان کی جدت پسندی اور انفرادیت کا عکاس ہے۔ انھوں نے ''رثائی ادب'' کا اجرا، ۱۹۹۶ء میں کیا۔ ان کے دیگر منفرد کارناموں کی طرح ''رثائی ادب'' کی انفرادیت عنوان سے ظاہر ہے۔ ''رثائی ادب'' کی انفرادیت اس لحاظ سے کہ اب تک کی ادبی، علمی جرائد کی تاریخ میں بہت کم مجلے کسی ایک صنفِ ادب کے لیے وقف دکھائی دیتے ہیں اور کسی صنف کے عنوان سے جرائد نہ ہونے کے برابر ہیں۔ رثائی ادب کے اب تک ۳۶ چھتیس شمارے منظر عام پر آ چکے ہیں۔ جن میں خاص نمبر دستاویزی حیثیت کے حامل ہیں۔ انیسؔ نمبر، دبیرؔ نمبر، جوشؔ ملیح آبادی نمبر، مجتبیٰ حسین نمبر، پروفیسر سردار نقوی نمبر، خواتین نمبر، پروفیسر کرار حسین نمبر اور نصف صدی نمبر کے علاوہ چند دیگر نمبر ڈاکٹر ہلال نقوی کی ادارتی مہارت کے غماز ہیں۔ انیس نمبر اور دبیر نمبر بارہ سو صفحات کے ضخیم نمبر ہیں جس میں مشتملات موضوع کا مکمل احاطہ کرتے ہیں۔

''رثائی ادب'' کے دیگر خصائص کے ساتھ ساتھ ایک منفرد پہلو یہ ہے کہ یہ اردو ادبی رسائل کی تاریخ میں پہلا رسالہ تھا جس میں انتساب کی روایت کا آغاز ڈاکٹر ہلال نقوی نے کیا۔[12] اس سے قبل رسائل و مجلات کے انتساب درج نہیں ہوتے تھے۔ اس خوش گوار روایت سے منتسب کی علمی و ادبی خدمات کے کلیدی پہلو کا اندازہ بآسانی کیا جا سکتا ہے۔ شمارہ ۳۳/۳۴ کا انتساب ملاحظہ ہو:

''ڈاکٹر اکبر حیدری (کشمیر)، عاشور کاظمی (برمنگھم) اور ڈاکٹر شبیہ الحسن (لاہور)
کے نام
گو کہ یہ آج ہم میں موجود نہیں مگر رثائی ادبیات کی ترویج کے سفر میں یہ آج بھی
ہمارے ہم سفر ہیں۔'' (ص ۴)

ڈاکٹر ہلال نقوی نے ''رثائی ادب'' کے شمارہ ۳۳/۳۴ میں اس ادبی رسالے کی اشاعت و اجرا کی وجوہات کو واضح طور پر تحریر کیا ہے۔ وہ لکھتے ہیں کہ ''رثائی ادب'' کے قاری کے ذہن میں پہلا سوال یہی آتا ہے کہ دیگر ادبی رسائل میں نثر و نظم کی تمام تر اصناف شائع ہوتی ہیں لیکن ''رثائی ادب'' محض مرثیے کے لیے کیوں وقف ہے؟ ان کے بقول اگر فقط مرثیہ کے لیے وقف کر دیا جائے اور ساتھ ہی رثائی ادب کی بجائے کوئی اور نام رکھا جائے تو ادبی تعصب کا اظہار اور اگر مرثیے اور تعلقات کو بریکٹ میں لکھا جائے تو مذہبی تعصب کا نقارہ سمجھا جائے گا۔ ان مشکلات کے باوجود انھوں نے ''رثائی ادب'' کے اجرا کے مقصد کی وضاحت کچھ یوں کی ہے:

> رثائی ادب کا آغاز صرف اس غرض سے کیا گیا کہ مرثیہ اور اس سے ملحق اصناف بھی ادب کے قارئین تک پہنچیں۔ لاتعداد غیر مطبوعہ قلمی نوادرات برس ہا برس سے اپنی اشاعت کے منتظر ہیں اور پھر یہ سخن کیوں کہ ایک بہت کبیر و کثیر تنقیدی و تحقیقی سرمائے کے ساتھ اپنے پاؤں پر کھڑی ہے۔ اسے راستہ بھی چاہیے۔ ایسے میں مسلسل شائع ہونے والے ادبی رسالے کی سخت ضرورت تھی۔ رثائی ادب نے اسی خالص ادبی نیت کے ساتھ اپنا سفر دوبارہ شروع کیا ہے۔[۱۳]

ڈاکٹر ہلال نقوی نے ادبی حیات کی ابتدا سے اب تک جتنے کارنامے انجام دیے ہیں اپنی مثال آپ ہیں۔ تحقیقی مقالہ برائے ڈاکٹریٹ ہو یا جوشؔ شناسی، شاعری ہو یا تحقیق نگاری، انھوں نے انفرادیت کو برقرار رکھا۔ انھوں نے ایسا کچھ کر کے دکھایا جو سب سے الگ تھا۔ ایک صنف کے موضوع پر ادبی رسالے کا اجرا ادبی حلقوں میں حیران کن تھا۔ اسی طرح ایک شخصیت کے عنوان سے ''جوشؔ شناسی'' رسالے کا اجرا حیرت انگیز تھا۔ اس سے قبل ''اقبال'' اور ''غالب'' کے عنوان سے ادبی رسائل شائع ہوئے لیکن غالب چند شماروں تک محدود رہا۔ مجلہ اقبال کی مسلسل اشاعت کا ایک سبب حکومتی سرپرستی ہے جب کہ ''جوش شناسی'' خالصتاً ایک نجی اور انفرادی کاوش ہے۔ ''جوشؔ شناسی'' کا پہلا شمارہ جب ۲۰۰۸ء میں اشاعت کے مراحل مکمل کر چکا تھا تو اسی دوران ہندوستان سے بھی ''جوشؔ بانی'' کا شمارہ شائع ہونے والا تھا۔ جوشؔ کے چاہنے والوں کے اس گلے کا ازالہ قدرت نے اس شان دار طرز میں کیا کہ اردو دنیا کے بڑے حصے نے جوشؔ کو خراج پیش کیا۔ ''جوشؔ شناسی'' کی اشاعت میں پروفیسر ارتشیل صدیقی، ڈاکٹر مہر النسا، عزیز اور ان کی شریک حیات نسرین عباس نے بھرپور تعاون کیا۔

''رثائی ادب'' کے مدیر کی حیثیت سے ڈاکٹر ہلال نقوی جریدے کے اجرا کے مسائل و مشکلات سے آگاہ تھے، اس بات کا اعتراف انھوں نے ''جوشؔ شناسی'' کے پہلے شمارے میں کیا ہے کہ جیب خالی ہے مگر ایک ڈھارس ہے کہ دامنِ دل خالی نہیں۔ ''جوشؔ شناسی'' کے نام کے حوالے سے ان کے پیش نظر کئی نام رہے جو موضوع کا احاطہ

کرتے تھے لیکن پاکستان اسٹڈی سنٹر کے ڈائریکٹر سید جعفر احمد کے مشورے پر ''جوشؔ شناسی'' سب سے موزوں لگا۔ یہ نام جاذب، زبان پر بآسانی آنے والا، سہل اور پرکشش تھا۔ انھی خصائص کی بنا پر سالے کا نام ''جوشؔ شناسی'' منتخب ہوا۔

''جوشؔ شناسی'' کا اجرا جنوری ۲۰۰۸ء میں ہوا اور اب تک سات شمارے شائع ہو چکے ہیں۔ اگرچہ ''جوشؔ شناسی'' اور ''جوشؔ بانی'' کا اجرا ایک ہی وقت میں ہوا لیکن ''جوشؔ شناسی'' کے پہلے شمارے کے ٹائٹل صفحے پر ''جوشؔ ملیح آبادی سے مخصوص ادبی، علمی اور تحقیقی جریدہ'' لکھا ہے جب کہ ''جوشؔ بانی'' میں دوسری تحریریں شائع ہوتی رہی ہیں۔ ''جوشؔ شناسی'' کے سبھی شمارے معقول حد تک ضخیم ہیں۔ ہر شمارہ کم سے کم ۱۶۰ صفحات پر مشتمل ہے۔ ان سات شماروں میں سے دو خاص نمبر ہیں جب کہ باقی شمارے بھی جوشؔ کی تصنیفات کے اشاریے، مکاتیب اور دیگر تحریروں کی ترتیب سے مزیّن ہیں۔ جیسے اوّلین شمارے میں جوشؔ ملیح آبادی کے اکیس مطبوعہ شعری مجموعوں کا اشاریہ دیا گیا ہے۔

ڈاکٹر ہلال نقوی نے ڈاکٹریٹ کے مقالے ''بیسویں صدی اور جدید مرثیہ'' سے اب تک کی بیش تر تصانیف میں اشاریہ کا اہتمام کیا ہے۔ اگرچہ زیادہ تر مصنّفین اس طرف متوجہ نہیں ہوتے کیوں کہ وہ اشاریہ کو اہم نہیں جانتے حالاں کہ اشاریہ سازی قارئین اور محققین کی مراجعت کا آسان ترین ماخذ ہے۔ آج کل کے جدید دور میں اشاریہ سازی شاید اتنی مشکل نہیں رہی جتنی کتابت کے دور میں تھی لیکن انھوں نے جس عرق ریزی سے اشاریہ سازی کی ہے خصوصاً جرائد کی اشاریہ سازی کا جو اہم کارنامہ انجام دیا ہے وہ قابلِ ستائش ہے۔

ڈاکٹر ہلال نقوی کے خصائص کا تعین محض ان کی انفرادیت کے تناظر نہیں کیا جا سکتا بلکہ یہ ان کی علمی و ادبی شخصیت کا انتہائی مختصر حصہ ہے۔ انفرادیت کے جائزے کا بنیادی مقصد ادبی زندگی کے ایک پہلو سے یہ واضح کرنا ہے کہ ان کی شخصیت کس قدر متنوع جہات کی حامل ہے۔ ہر کارنامہ شہ کار کی حیثیت رکھتا ہے۔ ڈاکٹر ہلال نقوی کے اختصاصات کو ایک مختصر مقالے میں پیش کرنا انتہائی مشکل ہے کیوں کہ انھوں نے ہر کارنامے کی انجام دہی میں انفرادیت کو برقرار رکھا ہی ہے اور ساتھ میں چالیس کے قریب تصانیف و تالیفات کے مصنف اور چار علمی و ادبی جرائد کے مدیر ہیں۔ ایسی صورت میں ایک نہیں کئی مقالوں میں فکر و فن کا احاطہ کرنا مشکل ہو جاتا ہے۔ ممکن ہے اس قدر کثیر التصانیف کے باعث یہ خیال آئے کہ شاید تعداد کے ساتھ معیار کا توازن نہ رہا ہو گا لیکن یہ دیکھ اور پڑھ کر حیرانی ہوتی ہے کہ ان کی تصانیف و تالیفات ایک سے بڑھ کر ایک ہیں۔ انھوں نے ناقدین، محققین، مدونین، مدیران اور شعرا کے لیے ایسی مثالیں قائم کیں جو مشعل راہ ہیں۔

حواشی

۱۔ نجم الحسن، ڈاکٹر ہلال نقوی ایک مصاحبہ، بتاریخ ۲۰ جنوری ۲۰۲۳ء
۲۔ ڈاکٹر ہلال نقوی، بیسویں صدی اور جدید مرثیہ، (کراچی: محمدی ٹرسٹ، ۱۹۹۴ء) ص ۶۔
۳۔ اختر سعیدی (میزبان)، ہلالِ نقوی (انٹرویو)، مشمولہ روزنامہ جنگ لندن (یکم اگست ۲۰۰۲ء)
۴۔ نسیم امروہوی، مرثیۂ جوش، (کراچی: لشکرِ ادب، ۱۹۸۲ء)، ص ۱۵
۵۔ ڈاکٹر محمد رضا کاظمی، رویتِ ہلال، مشمولہ اذانِ مقتل، (کراچی: محمدی ٹرسٹ ۱۹۹۴ء،) ص ۱۱۹
۶۔ سید عاشور کاظمی، اردو مرثیے کا سفر، (دہلی: ایجوکیشنل پبلشنگ ہاؤس ۲۰۰۶ء) ص ۸۴۶
۷۔ سحر انصاری، عرضِ مرتب مشمولہ ڈاکٹر ہلال نقوی کے منتخب مرثیے، ہاتھ، چراغ، آواز، (اسلام آباد: سیف علی ایجوکیشن کمپلکس ۲۰۱۶ء) ص ۵
۸۔ ایضاً، افقِ مرثیہ اور طلوعِ ہلال، ایضاً، ص ۲۴
۹۔ ڈاکٹر ہلال نقوی، اذان مقتل، (کراچی: محمدی ٹرسٹ، ۱۹۹۴ء) ص ۲۷
۱۰۔ کیفی اعظمی، جدید مرثیے کو بھی ایک شبلی مل گیا، مشمولہ ڈاکٹر ہلال نقوی کے منتخب مرثیے، ص ۷۷
۱۱۔ شمس الرحمٰن فاروقی، شعر کی ظاہری ہیئت مشمولہ لفظ و معنی، (الٰہ آباد: شب خون کتاب گھر، س ن)، ص ۴۸
۱۲۔ انتساب مشمولہ سہ ماہی رثائی ادب، کراچی، جنوری تا مارچ ۱۹۹۹ء
۱۳۔ ڈاکٹر ہلال نقوی، اداریہ، مشمولہ سہ ماہی رثائی ادب، (کراچی: شمارہ ۳۳/۳۴، نومبر ۲۰۱۲ء،) ص ۶

مآخذ

۱۔ سحر انصاری، سحر (مرتب)، ڈاکٹر ہلال نقوی کے منتخب مرثیے، ہاتھ، چراغ، آواز، اسلام آباد، سیف علی ایجوکیشن کمپلکس، ۲۰۱۶ء
۲۔ شمس الرحمٰن فاروقی، لفظ و معنی، الٰہ آباد: شب خون کتاب گھر، س ن
۳۔ عاشور کاظمی، سید، اردو مرثیے کا سفر، دہلی: ایجوکیشنل پبلشنگ ہاؤس، ۲۰۰۶ء
۴۔ نسیم امروہوی، مرثیۂ جوش، کراچی: لشکرِ ادب، ۱۹۸۶ء
۵۔ ہلال نقوی، ڈاکٹر: اذانِ مقتل، کراچی: محمدی ٹرسٹ، ۱۹۹۴ء
۶۔ ____، بیسویں صدی اور جدید مرثیہ، کراچی: محمدی ٹرسٹ، ۱۹۹۴ء

اخبار و جرائد

۱۔ روزنامہ جنگ لندن، یکم اگست ۲۰۰۲ء
۲۔ سہ ماہی رثائی ادب، کراچی، شمارہ ۳۳/۳۴، نومبر ۲۰۱۲ء

غیر مطبوعہ مصاحبہ

۱۔ نجم الحسن، ڈاکٹر ہلال نقوی ایک مصاحبہ، بتاریخ ۲۰/ جنوری ۲۰۲۳ء

Refrences:

1. Najm-ul-Hasan, *Dr. Hilal Naqvi: Ek Musahiba*, dated January 20, 2023.
2. Dr. Hilal Naqvi, *Beesween Sadi aur Jadeed Marsiya* (Karachi: Muhammadi Trust, 1994), p. 6.
3. Akhtar Saeedi (host), Hilal Naqvi (Interview), Daily *Jang* London, August 1, 2002.
4. Naseem Amrohvi, *Marsiya-e-Josh* (Karachi: Lashkar-e-Adab, 1982), p. 15.
5. Dr. Muhammad Raza Kazmi, *Ruyat-e-Hilal*, in *Azaan-e-Maqtal* (Karachi: Muhammadi Trust, 1994), p. 119.
6. Syed Ashoor Kazmi, *Urdu Marsiye ka Safar* (Delhi: Educational Publishing House, 2006), p. 846.
7. Sahar Ansari, *Arz-e-Murtab* in *Dr. Hilal Naqvi ke Muntakhib Marsiye: Hath, Chiragh, Awaaz* (Islamabad: Safe Ali Education Complex, 2016), p. 5.
8. Sahar Ansari, *Ufaq-e-Marsiya aur Tuloo-e-Hilal*, in Ibid, p. 24.
9. Dr. Hilal Naqvi, *Azaan-e-Maqtal* (Karachi: Muhammadi Trust, 1994), p. 27.
10. Kaifi Azmi, *Jadeed Marsiye ko Bhi Ek Shibli Mil Gaya*, in *Dr. Hilal Naqvi ke Muntakhib Marsiye*, p. 77.
11. Shamsur Rahman Faruqi, *Sha'ir ki Zahiri Haiyat*, in *Lafz-o-Ma'ni* (Allahabad: Shabkhoon Kitab Ghar, n. d.), p. 48.
12. Quarterly *Risai Adab*, *Intisab*, Karachi, Jan.–Mar. 1999.
13. Dr. Hilal Naqvi, *Editorial*, in *Quarterly Rasai Adab*, (Karachi: Issue 33/34, Nov. 2012), p. 6.

Bibliography:

1. Naseem Amrohvi, *Marsiya-e-Josh*, Karachi: Lashkar-e-Adab, 1986.
2. Sahar Ansari (Editor), *Dr. Hilal Naqvi ke Muntakhib Marsiye: Hath, Chiragh, Awaaz*, Islamabad: Saif Ali Education Complex, 2016.

3. Shamsur Rahman Faruqi, *Lafz-o-Ma'ni,* Allahabad: Shabkhoon Kitab Ghar. n. d.

3. Syed Ashoor kazmi, *Urdu Marsiye ka Safar,* Delhi: Educational Publishing House, 2006.
4. Hilal Naqvi, Dr, *Azaan-e-Maqtal*, Karachi: Muhammadi Trust, 1994.
5. ____, *Beesween Sadi aur Jadeed Marsiya* (Karachi: Muhammadi Trust, 1994).

Magazines & Newspapers:

1. Daily *Jang* London, August 1, 2002.
2. Quarterly *Rasai Adab,* Karachi, No. 33/34, Nov. 2012.

Unpulished Interview:

1. Najm-ul-Hasan, *Dr. Hilal Naqvi: Ek Musahiba*, on January 20, 2023.

۞۞